ہے غیر حقیقی ہے کہ جیسے پانی میں چاند کا عکس۔ بھگوان مہاویر نے اس کی بھول کو جتلاتے ہوئے کہا "اے ویکت! آپ جوکہ دیوتاؤں کے پیارے ہیں۔ وید کے واک کو ٹھیک طور پر نہیں سمجھ سکے۔ اور اسی واسطے آپ کو پنچ بھوتوں کے متعلق شک ہو گیا ہے وہ وید کا واک جس سے آپ کو بھرم ہوا ہے اس طرح سے ہے۔

॥ येन स्वप्नोपमं वै सकलमिदं येन

ब्रह्मविधिरञ्जसा विज्ञेय:

اس کا مطلب آپ یہ لیتے ہیں کہ پانچوں بھوت یعنی پانچوں عناصر ایسے ہی غیر حقیقی ہیں، جیسے کہ سوئے ہوئے آدمی کا خواب اور اس لئے ان کی کوئی ہستی نہیں، مگر جب آپ وید میں اور جگہ آئے ہوئے واک جیسے کہ

पृथ्वी देवता, आपो देवता:

یعنی یہ پرتھوی بھی دیوتا ہے اور جل بھی دیوتا ہے وغیرہ پڑھیں گے تو ایک یہ بات سمجھ میں آ جائے گی۔ کہ ان ایسے عناصر کی ہستی دنیا میں ہے۔ وید کے فرمانوں نے جوکہ پانچ بھوتوں کے وجود اور عدم کو ثابت کرتے ہیں آپ کے دل میں شک پیدا کر دیا ہے۔ لیکن آپ کو ان واکیوں کا بھی دھیان کرنا چاہیئے جوکہ اس طرح کے ہیں:۔

"स्वप्नोपमं वै सकलम्"

ایسے واکیوں سے یہ صاف پایا جاتا ہے کہ جیو آتما کا تعلق کنچن اور کامنی سے فرضی ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ پانچ بھوتوں کا وجود ہی نہیں ہے۔ برعکس اس کے اگر ہم یہ مان لیں کہ دنیا میں پرکرتی یا پنچ بھوت کوئی شئے ہی نہیں تو ہمیں اس جگت کی اُتپتی کا کارن ہی کوئی نہیں ملیگا۔ اس لئے پنڈت جی آپ کو پنچ بھوتوں کے وجود کے متعلق کوئی شک نہ کرنا چاہیئے بلکہ آپ یقین جانیں کہ یہ حقیقی ہیں بھگوان کا اُپدیش سُن کر ویکت کا سنشے دور ہوا۔ اور وہ بھی مع اپنے چیلوں کے بھگوان سے دیکشا لے کر ان کے سنگھ میں شامل ہو گیا۔

پانچواں پنڈت سدھرما یہ سمجھتا تھا کہ جیو آتما مرکر اسی یونی میں جاتا ہے۔ جس میں کہ پہلے ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کا یہ خیال تھا کہ پھل اپنے بیج کے مطابق ہی ہوتا ہے۔ مثلاً اگر چہ ہم گندم بوئیں تو گندم ہی پیدا ہوگی۔ چاول یا جو نہیں۔ لیکن بھگوان مہاویر نے اسے بتلایا کہ یہ عقیدہ درست نہیں ہے اور اس کو جتلایا کہ اسکو پہلے پنڈتوں کی طرح ویدوں کے ارتھ کو ٹھیک نہ سمجھنے کے باعث بھرم ہوا ہے۔ کیونکہ ویدوں کے اندر بعض واک ایسے آتے ہیں جو دوسری جگہ پر آئے ہوئے واکیوں سے متضاد معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً

पुरुषो वै पुरुषत्वमश्नुते पशव: पशुत्वम्.

یہ واک ظاہر کرتا ہے کہ مختلف یونیوں میں جیو وہی رہتا ہے اور واک

शृगालो वै एष जायते य: स पुरीषो दह्यते

ثابت کرتا ہے کہ علیحدہ علیحدہ یونیوں میں جیو اور کا اور بن جاتا ہے۔ ان واکیوں سے آپ کے دل میں بھرم پیدا ہوا ہے۔ لیکن میں آپ کو وید کے ان فرمانوں کا ارتھ ٹھیک بتلاؤں گا۔ آپ توجہ سے سنیئے:۔

پہلے واک کا مطلب یہ ہے کہ وہ انسان جو کہ شرافت، نیک دلی اور پاکیزگی کے اوصاف سے متصف ہے وہ اگلے جنم میں بھی انسانی جامہ ہی پائے گا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر ایک انسان اگلے جنم میں انسانی جسم کے اندر ہی جائیگا۔ آپ اس بات کو دلائل سے بھی ثابت نہیں کر سکتے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ پھلوں اور پھولوں کے اندر ہزارہا پڑے پڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ گوبر کے اندر بچھو پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور زمین پر پڑی ہوئی اینٹوں اور پتھروں کے نیچے بیشمار بڑے اور چھوٹے جنتو پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس واسطے اگلے جنم کے متعلق آپ کا عقیدہ درست نہیں۔ جو آدمی نیک اور شریف النفس ہے۔ وہ مرنے کے بعد بھی پھر آدمی ہی بن سکتا ہے لیکن جو آدمی بدکار اور بد طینت رہ کر ناپاک زندگی بسر کرتا رہتا ہے۔

وہ کسی حالت میں بھی اگلا جنم انسان کا نہیں پا سکتا۔ وہ یوں کو ضرور کوئی ادنےٰ یونی ملے گی جیو آتما کا اگلے جنم میں یونی پانا اُس کے کرموں پر منحصر ہے۔ کرم ہی مختلف یونیاں دلانے کے ذمہ وار ہیں۔ قدرت کا یہ کوئی کلیہ قاعدہ نہیں کہ کاریہ کارن کے مطابق ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ روزانہ دیکھتے ہیں۔ کہ آگ جلائے جانے پر دھواں پیدا ہوتا ہے۔ جو کہ روپ میں آگ سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔ اور پھر ٹھنڈی خاصیت رکھنے والے پانی کی طاقت سے بجلی پیدا ہوتی ہے۔ جو کہ گرم اور جلا دینے والی ہوتی ہے۔

اس تشریح سے سدھرما کو اطمینان ہو گیا۔ اور وہ بھی اب مع اپنے پانسو شیشیوں کے بھگوان کے ہاتھوں سے دیکشا لیکر کے بھگوان کے سنگھ میں شامل ہو گیا۔

اب چھٹے پنڈت منڈت کی باری آئی۔ اُس کو آتما کے کرم بدھ اور کرم مُکت ہونے کے متعلق شک تھا۔ چنانچہ وہ بھی اپنے ساڑھے تین سو چیلوں کو لیکر۔ بھگوان کے پاس آیا۔ بڑے ادب سے پرنام کر کے سموسرن میں بھگوان کے پاس ہی بیٹھ گیا۔ بھگوان نے فوراً ہی منڈت کی طرف رُخ کر کے فرمایا۔ پیارے منڈت! آتما کرم بدھ بھی ہوتی ہے۔ اور کرم مکت بھی بندھن کے کارن ان کا غلط اعتقاد۔ ویراگ کا نہ ہونا۔ غفلت، وشے بھوگ اور دوسرے بد اعمال ہیں۔ ان کی وجہ سے سینکڑوں تاثرات پیدا ہوتے ہیں جن کے باعث جیو آتما کرم بندھن کی زنجیر میں جکڑا جاتا ہے۔

جیو آتما جو کہ اس طرح کرموں سے بندھا ہوا ہے۔ اسے کائنات کے چار بڑے طبقوں میں جنم لینا پڑتا ہے۔ یعنی ناز کک[1] جیو۔ پشو[2] یونی۔ منشیہ[3] یونی اور دیوتا[4] یونی۔ ان یونیوں میں بے شمار جنم لینے پڑتے ہیں اور ان جنموں میں اس طرح سے دُکھ بھوگنا پڑتا ہے۔ جیسے کوئی جیو رسّوں سے جکڑا ہوا ہو۔ اس کرم بندھن سے مُکت کرنے کا سادھن ہوتے ہیں (۱) گیان (۲) درشن (۳) چرتر۔ ان سے کرموں کی مضبوط ترین زنجیر بھی ٹوٹ جاتی ہے۔ ان کا

سخت ترین جال بھی تار تار ہو جاتا ہے۔ ان کی مدد کے بغیر اس بندھن سے باہر آنا ممکن نہیں۔ اور نہ ہی ان سے مکت ہوئے بغیر موکش مل سکتی ہے۔ جب کرموں کا بندھن مکمل طور سے دور ہو جائے تو اسے موکش کہتے ہیں۔ اور موکش کے ملنے پر ہی جیو آتما کو پورن سکھ یعنی آنند یا سرور مطلق حاصل ہوتا ہے۔ اگرچہ جیو اور کرم کا سمبندھ انادی ہے۔ لیکن موکش ملنے پر ان کا باہمی تعلق اسی طرح سے ٹوٹ جاتا ہے جیسے مٹی میں ملے ہوئے سونے کا بھٹی میں پڑنے سے۔

منڈت نے جب یہ مثال سنی تو اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ اسکو ہوش آ گیا۔ اس کا اگیان اور بھرم کا پردہ دور ہو گیا۔ اس کا شک کافور ہو گیا۔ آخرکار اس نے بھی دیکشا لے کر بھگوان مہاویر کی شرن لی۔

ساتواں پنڈت موریہ پتر تھا۔ اس کے من میں دیوتاؤں کے وجود کے متعلق شک تھا جونہی وہ بھگوان مہاویر کے پاس آیا۔ بھگوان نے اس سے کہا کہ یہ موریہ پتر! آپ کو دیوتاؤں کے استتو یعنی وجود کے متعلق شک ہے لیکن وہ آپ کا شک بے بنیاد ہے۔ کیونکہ اول تو آپ اس سموسرن میں ہی دیوتا لوگ بیٹھے ہوئے دیکھ سکتے ہیں۔ پرتھوی لوک پر عام طور پر نہیں آ سکتے۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔ کیونکہ اول تو یہ اپنے گانے بجانے اور آنند بھوگنے میں زیادہ تر مشغول رہتے ہیں اور دوسرے یہ لوگ منشیہ لوک کے جیوں کی درگندھ یعنی بدبو کی وجہ سے ان کے اکثر یہاں نہ آنے سے یہ بات سدھ نہیں ہوتی کہ ان کا وجود ہی نہیں ہے۔ دیوتا لوگ عام طور پر ارہنت پرشوں کے جنم دن اور ان کی نروان آدی کے دن آتے ہیں۔ بعض بعض دیگر دھارمک تقریبوں میں بھی آ جاتے ہیں۔

موریہ پتر کو بھگوان کے اس کتھن سے تسلی ہو گئی۔ اس نے اپنے آپ کو بھگوان کے سپرد کر دیا۔ اور وہ اپنے ساڑھے تین صد چیلوں کے

دیکشا لیکر بھگوان کی شرن میں آ گیا۔

اب آٹھویں پنڈت اکمپک کی باری بھگوان کی شرن میں آنے کی آئی۔ اسے اس بات کا یقین نہیں تھا۔ کہ نارکی جیو بھی ہوتے ہیں کیونکہ وہ کبھی ان عنصری آنکھوں سے دیکھے نہیں جاتے۔ جب یہ پنڈت سموسرن میں آیا۔ تو بھگوان اس سے یوں مخاطب ہوئے۔ "اے اکمپک مہودے! آپ کو نارکی پرانیوں یعنی دوزخی رُوحوں کے وجود کا اعتقاد نہیں ہے، لیکن یہ تو بتلائیے کہ آپ کے پاس اپنے اس عقیدہ کے متعلق ثبوت کیا ہے؟ کیا آپ روزانہ نہیں دیکھتے کہ اس دُنیا میں بعض لوگ تو مزے اڑا رہے ہیں اور بعض بھوکوں مر رہے ہیں یا اور کئی طرح کی بلاؤں میں مُبتلا ہیں۔ اس کا باعث آپ کیا سمجھتے ہیں؟ یہ سب اُن جیوؤں کے کئے پاپ کرموں کا نتیجہ ہے۔ اگر آپ اس حد تک تسلیم کرتے ہیں تو آپ کو نارکی جیوؤں کے ہونے کے متعلق بھی شک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ جو لوگ اس دُنیا میں کھوٹے کرم کرتے ہیں۔ بداعمالیوں اور بدکرداریوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ وہ مر کر نرک میں جا کر پیدا ہوتے ہیں۔

اگر آپ کہیں کہ وہ دکھائی کیوں نہیں دیتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نرک سے باہر نکلنا اُن کے بس کی بات نہیں۔ وہ اسی لوک میں رہ کر دُکھ بھوگتے ہیں۔ باہر کی ہوا وہ کھا ہی نہیں سکتے۔ اور ہمیشہ خود اُن کے پاس اس انسانی جامہ میں پہنچ نہیں سکتے۔ ہاں البتہ ان کو ایک طرح سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ انسان اپنی دھیان شکتی کو بڑھائے اور شدھ گیان حاصل کرے۔ اس گیان شکتی سے پھر انسان اُن نارکی جیوؤں اور انکی حرکات و سکنات کو یہاں بیٹھا ہُوا بھی دیکھ سکتا ہے۔ اب سادھارن دُنیاوی آدمی کے لئے انہیں دیکھنا ممکن نہیں۔ اس لئے اگرچہ یہ بات درست ہے کہ نارکی جیو ہر ایک آدمی کو ان ظاہری آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتے

لیکن دلیل سے ان کا وجود ثابت ہے۔

بھگوان کی یہ سیدھی سادی لیکن واضح اور صریح دلائل سُن کر اکمپاک کو بڑی مسرت حاصل ہوئی۔ اور بھگوان کی فضیلت کا قائل ہو کر وہ بھی مع اپنے ساڑھے تین صد چیلوں کے بھگوان مہاویر کے ہاتھوں دیکھشا لیکر اُن کا بھگت بن گیا۔

اب اس سے اگلا پنڈت اچل بھرتا اس سلسلہ میں نواں پنڈت تھا۔ وہ بھی مع اپنے شاگردوں کے بھگوان مہاویر کے پاس پہنچا۔ اس کی شنکا یہ تھی کہ آیا نیکی بدی یا بھلائی بُرائی بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ اس کے سوسرن میں پہنچتے ہی بھگوان مہاویر نے از خود اس کا سوال بتلا دیا۔ اور اس سے یوں گویا ہوئے۔ جب آپ دُنیا کے اندر پاپ اور پن یعنے گناہ وثواب یا جن کو دوسرے الفاظ میں نکوکاری اور بدکاری کہتے ہیں۔ روزمرہ کا پھل پاتے ہوئے انسانوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور کانوں سے سُنتے ہیں۔ تو پھر آپ کو اس صریح بات کے متعلق شک کرنے کی کیا گنجائش ہے؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس مسئلے کے متعلق کبھی غور سے سوچنے کی کوشش ہی نہیں کی ہے۔ درازیٔ عمر۔ عمدہ صحت۔ حسن۔ دولت۔ طاقت۔ علم۔ عزت۔ اچھے گھر میں پیدائش اور ان سب سے بڑھ کر آتمک گیان کا حاصل کرنا یہ تمام باتیں نیک اعمال یا دھرم کے شبھ کرموں کا ثمر ہیں۔ اور اس کے برعکس چھوٹی عمر میں مرجانا۔ بری صحت۔ بدصورتی۔ مفلسی۔ مصیبت۔ بیماری اور کمینے لوگوں کے گھر پیدا ہونا یہ سب باتیں پاپ کرموں کی سزا ہیں۔ اگر آپ ذرا نظر تعمق سے اس مسئلہ پر غور کرینگے تو آپ کو پتہ لگے کہ یہ فرق محض نیک اور بد اعمال کا ہی نتیجہ ہے۔ اور پھر آپ کو اس کے متعلق کوئی شکوک نہ رہیں گے۔ اگر یہ پاپ اور پن نہ ہوتے۔ یہ نیکی اور بدی نہ ہوتی تو یہ بڑا بھاری اختلاف مختلف جیووں کی حالت زندگی کے متعلق جو ہمیں دکھائی دیتا ہے کہیں موجود نہ ہوتا۔ ساتھ ہی

قدرت بھی اپنے نظام کو ٹھیک رکھنے کے قابل نہ ہوتی۔ اگر پاپ بھلا، یا سزائے بداعمالی کا خوف نکل جائے تو آج اندھیر مچ جائے۔ زور آور اور طاقت والے آج ہی کمزوروں اور بیکسوں کا کچومر نکال دیں۔ انہیں ہیں ڈالیں۔ ان کی تکا بوٹی اُڑا دیں۔ انہیں لُوٹ کھسوٹ لیں اور اس طرح سے مساوات کا مسئلہ ایک ڈھونگ ہی رہ جائے۔ اس لئے یقین جانیئے۔ کہ نیکی اور بدی اس دُنیا میں موجود ہے اور جب تک یہ سرشٹی ہے تب تک وہ موجود رہے گی۔

بھگوان مہاویر کے اِس اُپدیش سے اچل بھراتا کا شک رفع ہو گیا اور چنانچہ اس نے بھی اپنے تین صد چیلوں کے ساتھ بھگوان کی شرن لی۔ ان نو پنڈتوں کے اس طرح سے بھگوان کے چرنوں میں آنے کا حال پڑھ کر اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ گیان شکتی اور ودیا شکتی کتنی جلدی اپنا اثر دکھاتی ہے۔ اور کس طرح دوسرے کے من میں گھر کر لیتی ہے۔ اور کس سرعت سے انسان کے من سے شکوک اور اگیان کا پردہ دُور کرتی ہے۔

اب دسویں پنڈت میتاریہ کی باری آئی۔ وہ بھی اپنے چیلوں کو ساتھ لیکر بھگوان مہاویر کے پاس اپنے شکوک رفع کرنے کی غرض سے آیا۔ اس کا وچار یہ تھا کہ جسم کے ختم ہونے پر جیسے آتما بھی اس کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے پنر جنم کوئی چیز نہیں۔ جونہی یہ پنڈت سموسرن میں داخل ہو کر بھگوان مہاویر کو بندنا کر کے بیٹھ گیا۔ تو بھگوان مہاویر نے اسے اس کے دل کا شک خود بخود بتلا دیا۔ اور پھر اس کو رفع کرنے کے لئے یوں فرمانے لگے۔

"اے پیارے میتاریہ! مجھے حیرانی ہے کہ آپ جیسے ودوان پنڈت کے دل میں یہ فضول شک کیوں پیدا ہوا؟ آپ کو یہ بات سمجھنی چاہیئے۔ کہ جیو آتما پانچ بھوتوں سے ایک علیحدہ ہستی ہے۔ کوئی

ایک بھوت یا یہ سارے مل کر بھی آتما کی اُتپتی نہیں کر سکتے۔ نہ ہی ان سب کے میل سے آتما یا چیتن شکتی از خود پیدا ہو سکتی ہے۔ آتما تو چیتن ہے لیکن یہ پانچ بھوت جڑ ہیں۔ ان میں چیتنتا نام تک کو نہیں۔ آتما ان بھوتوں سے بالکل جُدا ہستی ہے۔ یہ چیتن آتما ایک شریر میں اپنی اودھی پوری کر کے دوسرے جسم میں چلی جاتی ہے۔ آپکو یہ بھی علم ہے کہ بعض لوگوں کو اپنے سابقہ جنموں کے واقعات بھی یاد رہتے ہیں۔ یہ بات ممکن نہیں ہو سکتی۔ اگر ہم مسئلہ تناسخ یا پنر جنم کو نہ مانیں اور ہم مان لیں کہ آتما ایک شریر کو چھوڑ کر دوسرا شریر نہیں لیتی بلکہ اپنے پہلے شریر کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے تو نیک و بد اعمال کی سزا و جزا کون بھگتے گا اور پھر پاپ اور پُن کا کس کو خیال رہے گا؟ تب تو لوگ اپنی من مانی کارروائی کرنے لگیں۔ اور اس منظم کائنات کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے اور اس میں بڑی بھاری گڑبڑ واقع ہو جائے۔ آپ نے اکثر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوگا کہ ایک ہی والدین کا ایک بیٹا تو محلوں میں پرورش پاتا ہے۔ اور دوسرا گلیوں میں کاسہ گدائی لیکر دربدر کے دھکے کھاتا ہے۔ اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ جو کچھ سکھ یا دکھ رنج و راحت ہم اس زندگی میں بھوگ رہے ہیں وہ اِسی زندگی کے نیک و بد اعمال کا نتیجہ ہے۔ تو یہ بھی ہماری بھول ہوگی۔ اِس لئے آپکو میرے ساتھ اتفاق کر کے یہ تسلیم کرنا ہو گا۔ کہ جیو آتما ایک شریر کو چھوڑ کر دوسرے میں منتقل ہو جاتی ہے۔"

بھگوان مہاویر کا یہ اُپدیش سُنکر پنڈت میتاریہ بڑے عجز و احترام سے بھگوان کے قدموں میں جُھک گیا۔ اور معہ اپنے ست گردوں کے اُس نے بھی بھگوان کو اپنا گورو بنا لیا۔

اب ان گیارہ پنڈتوں میں سے صرف ایک ہی باقی رہ گیا تھا جس کا نام پربھاس تھا۔ یہ سب سے چھوٹی عمر کا تھا۔ کیونکہ یہ ابھی ایک

گو نہ بچہ ہی تھا۔ سولہ سال کی کیا عمر ہوتی ہے؟ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ جنموں کے سنسکاروں اور کرموں سے علم وعقل یہ ساتھ ہی لیکر پیدا ہوا تھا۔ اسی عمر میں یہ ایک بھاری عالم تھا۔ اور اس کی شاگردی میں تین صد نوجوان تھے۔ اس کی ودیا میں تو کوئی کمی نہ تھی لیکن اسے موکش یا نجات کے متعلق شک تھا۔ اسے یہ یقین نہ تھا۔ کہ جیو آتما موکش پراپت کرکے ابدی سرور حاصل کر لیتا ہے۔ بھگوان اس بات کو جانتے تھے اور انہوں نے پربھاس کے بتلائے بغیر ہی اس کا شک بیان کر دیا اور وید کا وہ واکیہ بھی پڑھا کہ جو اس کے شک کا موجب تھا۔ وہ یہ تھا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ عمر بھر اگنی ہوتر کرتا جائے۔ پربھاس کا دچار تھا کہ اگر موکش کا مطلب کرموں سے مکت ہوتا ہے تو یہ ناممکن ہے کیونکہ جیو اور کرموں کا تعلق انادی ہے۔ اس لئے اننت بھی ہونا چاہیئے۔ جو انادی ہو وہ اننت ہی ہوتا ہے۔ یعنی جس کا آغاز نہیں اس کا انجام بھی نہیں ہوتا۔

بھگوان مہاویر نے فرمایا کہ یہ مسلمہ اصول نہیں کہ جو تعلق انادی ہو وہ اننت بھی ہوتا ہے جیسے مٹی میں سے سونا نکالا جاتا ہے۔ ان کا تعلق ہوتا تو ہے۔ انادی لیکن اننت نہیں ہوتا یعنی ان کا تعلق علیحدہ علیحدہ ہونے پر ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح سے گیان دھیان سے جیو کا تعلق بھی کرموں سے ٹوٹ جاتا ہے۔ پھر بھگوان نے بتایا کہ وید میں ایسے واکیہ بھی ہیں۔

پھر وہ واکیہ بھگوان نے بول کر سنائے۔

جس کا ارتھ ہے کہ دو برہم یعنی پربرہم اور اپر برہم کو جاننا چاہیئے اس سے وید کے واکیہ سے بھی مکتی سدھ ہوتی ہے بھگوان نے کہا اے [illegible] پربھاس! یہ ظاہرہ طور پر جو وید کے متضاد فرمان ہیں ان سے

آپ کو بھرم ہُوا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے وید کے آشے کو ٹھیک طور پر نہیں سمجھا۔ میں اب آپ کو بتلاتا ہوں کہ اس کا ارتھ کس طرح سے کرنا چاہیئے۔ پہلا وید واکیہ جو ہے اس میں वा شبد کی جگہ अपि رکھ دیجیئے۔ वा کے معنے ہوتے ہیں "یا" اور अपि کے معنی ہوتے ہیں "بھی" اب ایسا کرنے سے اس وید واکیہ کا یہ ارتھ ہو جائیگا۔ جسے سورگ کی خواہش ہو وہ ساری عمر اگنی ہوتر کرتا رہے لیکن جسے موکش کی اچھا ہو وہ بجائے اگنی ہوتر کے ایسے سادھن کرے جن سے مکتی حاصل کرے لیکن آپ اگر یہ جاننا چاہتے ہیں کہ موکش کسے کہتے ہیں تو وہ بھی میں اب آپ کو بتلاتا ہوں۔ موکش نام سب کرموں کو بالکل ختم کر دینے کا۔ کرموں کا استتو یا وجود تو وید کے فرمان سے اور جیووں کی مختلف زندگی سے ثابت ہے کرموں کا خاتمہ سچی شردھا۔ سچے گیان اور سچے آچرن یعنی صادق الاعتقادی صادق العلمی اور صادق چلن سے ہو سکتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں کا باطنی نور چمک اٹھا ہے وہ اس موکش کی حالت کو اپنی آنکھوں سے ایسے ہی دیکھ سکتے ہیں۔ جیسے کہ آپ مجھے اپنے سامنے بیٹھا ہُوا دیکھ رہے ہو۔ ستیہ گیان اور ستیہ آچرن حاصل کرنے سے ہی مکتی ملتی ہے۔ اور یہ منشیہ جنم کے اندر ہی ہو سکتا ہے کیونکہ آتم تتو یعنی روح کے راز وہی شخص جان سکتے ہیں۔ جو دھرماتما ہیں اور جو رنج و راحت کے جذبات سے بالا تر ہیں۔ یہ دماغی اور اخلاقی توازن انسان کے ہی حصہ میں آتا ہے اور کسی کے نہیں۔ اس لئے اے پیارے پربھاس! ان تمام باتوں کو اچھی طرح سے سمجھ کر آپ کو مکش کے متعلق کوئی شک نہ رہنا چاہیئے

بھگوان کا یہ منوہر اپدیش سنکر پربھاس کی شنکا نورت ہو گئی اس نے اپنی پراربدھ کو سراہا۔ اور بھگوان سے التجا کی کہ مجھے اپنی شاگردی میں قبول فرمایئے۔ چنانچہ بھگوان نے اسے اور اس کے شاگردوں کو

دکشا دیکر نہال کیا۔

اگرچہ پربھاس نے چھوٹی عمر میں سنیاس لے لیا اور فوراً ویراگی بن گیا پر وہ آٹھ سال تک چھدمستھ پریائے حالت میں رہے اور انجام کار اسی حالت میں ہی کیول گیان حاصل کیا۔

اس طرح سے یہ گیارہ کے گیارہ پنڈت جو کہ اعلیٰ کلوں میں پیدا ہوئے تھے اور بڑے عالم تھے۔ بھگوان مہاویر کے زیر اثر آکر ان کے مشہور چیلے یا گن دھر ہوئے۔ کاش کہ اس عظیم ہستی کے پرمنوہر اُپدیش اس دنیا کے لوگوں کو آج بھی وہ گیان دیں، تاکہ ان کی سب رنج و مصیبت خاتمہ پائے ہر جگہ مساوات کا اصول قائم ہو۔ سوئی ہوئی آتمائیں بیدار ہو جائیں اور ستیہ آچرن پر عمل پیرا ہوں۔ ہر ایک دل میں بھے پریم اور سچی ہمدردی کے جذبات جگہ پائیں۔ اور ہر ایک انسان انکو اپنا جزو زندگی بنائے۔ لوگ تپسیا کی اہمیت کو سمجھیں۔ صداقت کی ہر جگہ قدر ہو اور لوگ اپنے اس لوک اور پرلوک کے سدھار میں کوشاں ہوں۔

چندن بالا کا دکشا لینا

کیول گیان حاصل ہو جانے کے بعد بھگوان مہاویر نے اپا پانگری میں پرچار کرنا شروع کیا۔ بھگوان کے اُپدیش اتنے مؤثر اور اتنے معنی خیز تھے کہ اِندر بھوتی اور اگنی بھوتی جیسے دھرندر پنڈت بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اور انہوں نے بھگوان کی آتما شکتی کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔ نہ صرف انہوں نے ہار مانی بلکہ بھگوان کی شاگردی قبول کی اور معہ اپنے چیلوں کے ان کے ہاتھ سے دکشا لی۔ اس سمو سرن کے بعد بھگوان کی شہرت چہار دانگ پھیل گئی۔ اور جب یہ کوشمبی نگر میں بھی جا پہنچی۔ چندن بالا نے بھی ساری بات سنی اور اسے وہ اپنا عہد یاد آگیا کہ بھگوان کو کیول گیان

حاصل ہونے کے بعد میں بھی ان کے ہاتھ سے دیکشا لونگی چنانچہ بھگوان مہاویر کے پاس آئی اور اُن سے آریا بننے کی خواہش ظاہر کی۔ بھگوان نے اس کی باطنی صداقت کو جانچ لیا۔ اور اسے دیکشا دے دی گئی۔ اور استریوں نے بھی اپنے آپ کو دیکشا کے لئے پیش کیا۔ بھگوان نے انہیں بھی اس قابل سمجھ کر ان سب کو بیک وقت سادھوی بنا دیا۔ اور چندن بالا سب آریاؤں کی مکھیا بنی۔

اسی موقعہ پر بہت سے نر اور ناریوں نے شراوک بننے کی پرتگیا لی اور اندر بھوتی وغیرہ گیارہ چیلوں کو گن دھر کی پدوی دی گئی۔ اور چترودھ یعنی چار شاخوں والا سنگھ قائم کیا جس میں سادھو سادھوی شراوک اور شراوکائیں تھیں۔ اس کے بعد بھگوان مہاویر نے گن دھروں کو ترپدی گیان دیا یعنی اُتپاد، ویائے اور دھرو یعنی اُتپتی ناش اور استھرتا۔ گن دھروں نے اس کی سہائتا سے ہی بعد میں "دوادش انگی" طیار کی جو کہ جین دھرم کے دھرم شاستر ہیں۔ مدھیا کے اس ایک ہی سموسرن میں ۴۴۱۱ پنڈتوں نے نرگرنتھ پروچن کو سویکار کرکے شرمن دھرم اختیار کیا

میگھ کمار کا دیکشا لینا

بھگوان تب وہاں سے روانہ ہو گئے اور بہت سے شہروں اور دیہات میں سے گزرتے ہوئے اور اپنے منوہر اور اُتّم اُپدیشوں سے نر ناریوں کو شانتی دیتے ہوئے مع اپنے منیوں کے راج گرہ نگر میں پہنچے۔ راج گرہ میں اس وقت ششیش ونشی شرینک نامی راجہ راج کرتا تھا۔ اس کے کئی رانیاں اور راجکمار تھے۔ سب سے چھوٹی رانی چیلنا بھگوان مہاویر کے ماما وشالی پتی چیٹک کی پتری اور جین شرمن اُپاسکا تھی یعنی شراوکا تھی۔ راجکماروں میں ایک میگھ کمار بھی نرگرنتھ پروچن کے پریمی تھے۔ اس

راج گرہ نگر کے رہنے والے دوسرے بھی کئی آدمیوں مثلاً ناگر تھک سلسا وغیرہ نرگرنتھ پروچن کو ماننے والے تھے۔ ان سب باتوں کو دھیان میں رکھ کر بھگوان مہاویر مدھیا سے وہار کر کے راج گرہ کے گن شیل باغ میں ٹھہرے۔ بھگوان کی آمد کی خبر راج گرہ نگر کے کونہ کونہ میں پہنچ گئی۔ چنانچہ راجہ شرینک راج پریوار یعنی راجکمار وغیرہ۔ راج کرمچاری، سیٹھ ساہوکار اور دھارن پرجا کے لوگ گن شیل چیتیہ کی طرف چل پڑے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ہزاروں آدمیوں کی بھیڑ سے وہ باغ بھر گیا۔ سب لوگ بھگوان کو بندنا کر کے اپدیش سننے کے لئے اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ تب بھگوان مہاویر نے انسانیت ستیہ، شردھا اور سنیم کے متعلق اپدیش کیا۔ اس اپدیش کو راجکمار ابھے نے اتنا پسند کیا۔ کہ وہ فوراً شراوک بن گیا۔ جب اپدیش ختم ہو چکا تو لوگوں نے بھگوان کو پھر بندنا کی۔ اور اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ جاتے ہوئے وہ بھگوان مہاویر کے اپدیش کی اور اپنی خوش قسمتی کی تعریف کرتے ہوئے چلے۔

راجہ شرینک کا سب سے بڑا پیارا پتر میگھ کمار تھا۔ اگرچہ اپدیش سننے کے بعد اس نے اپنی زبان سے کوئی لفظ نہ نکالا تھا۔ تاہم اس کے دل میں نامعلوم چیز کے حاصل کرنے کے لئے خواہش پیدا ہو رہی تھی۔ جونہی وہ گھر پہنچا تو اس نے اپنے ماتا پتا سے اپنے دلی خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں اس دنیاوی زندگی سے بالکل تنگ آ گیا ہوں۔ اب میں اس بندھن میں پڑا رہنا نہیں چاہتا۔ میرا ارادہ ہے کہ میں بھگوان مہاویر کی شرن میں جاؤں اور جس قدر جلد ہو سکے۔ اپنی آتما کا گیان حاصل کروں۔ مجھے نہ تو حکومت کرنے کی خواہش ہے۔ اور نہ ہی شاہی عیش و نشاط کی۔ مجھے تو یہ دنیا ایسی گھناؤنی اور قابل نفرت دکھائی دیتی ہے کہ جیسا ایک مردہ لاش۔ آپ کی بڑی کرپا ہو گی۔ اگر آپ مجھے بھگوان مہاویر کی شرن میں جا کر دیکشا لینے کی اجازت بخشیں گے

میگھ کمار کے والدین کو اس کی باتیں سنکر حیرانی بھی ہوئی اور مایوسی

بھی۔ حیرانی تو اس وجہ سے کہ بھگوان مہاویر کے ایک ہی دن کے اپدیش نے اس کے دل پر اتنا گہرا اثر پیدا کر دیا ہے۔ اور رنج اس وجہ سے ہوا۔ کہ وہ اپنے اس بیٹے سے سب سے زیادہ پیار کرتے تھے۔ اس لئے انہوں نے ہر کوشش سے میگھ کمار کو اپنے ارادے سے باز رہنے کی ترغیب دی۔ انہوں نے اس کو وہ تمام تکالیف جتلائیں کہ جو اس قسم کی زندگی میں آتی ہیں۔ خاصکر جبکہ چھوٹی عمر میں ہی دکشا لی جائے۔ اس کے بعد انہوں نے اس کے سامنے ان تمام تکالیف کا ذکر کیا کہ جن کا سامنا ایک سادھو ہو کر خود طلی تپیا اور برتوں کے پالنے کی شکل میں اٹھانی پڑتی ہیں۔ لیکن میگھ کمار اپنے ارادے سے نہ ٹلا۔ جب راجہ شرینک نے یہ دیکھ لیا۔ کہ میگھ کمار اپنی بات پر پورے طور پر عازم ہے تو اس نے راج کمار کو مشورہ دیا کہ بیٹا۔ تم دکشا لے لینا۔ لیکن پہلے چند دن کے لئے شاہی حکومت کا لطف تو اٹھا لو۔ یہ سنکر راج کمار چپ رہا۔ اور راجہ شرینک نے جلدی سے اسکو اسی دن راج گدی پر بٹھا دیا۔ اس واقعہ کے تھوڑا عرصہ بعد ہی میگھ کمار پھر اپنے باپ کے پاس گیا۔ اور اپنی درخواست دوبارہ بیان کی۔ اس دفعہ راجہ کو اپنا اقرار پورا کرنا پڑا۔ اور تب میگھ کمار کی دکشا کی رسم بڑی شان و شوکت سے منائی گئی۔ میگھ کمار کو اور کچھ درکار نہیں تھا۔ اس کی خواہش پوری ہو گئی۔ وہ بھگوان مہاویر کے پاس اپنا شاہی تخت چھوڑ کر اتنی سرعت سے پہنچا کہ جیسے ایک ہرن کا بچہ آگ کے شعلوں سے ڈر کر دوڑتا ہے۔ سموسرن میں پہنچکر اس نے اپنے دلی جذبات کا اظہار بھگوان مہاویر کے سامنے کیا۔ اور بھگوان نے اس کی قابلیت کو پرکھ کر اپنے سنگھ میں شامل کر لیا۔

میگھ منی کی دماغی گڑبڑ

میگھ کمار دکشا لینے کے بعد میگھ منی کہلانے لگا۔ دکشا کی دوسری رات

میگھ مُنی کو ایسی جگہ سونا پڑا کہ جہاں دوسرے سادھوؤں کے پاؤں اُن کی طرف تھے۔ اور اُن کے آنے جانے سے اسے ٹھوکریں لگیں۔ تب اُس نے سوچا کہ اگر پہلی رات ہی اس قدر تکلیف ہوئی ہے تو سادھو بننے کی آئندہ زندگی میں کیا حال ہوگا؟ اس کے من میں بڑی بے چینی پیدا ہو گئی۔ اس کے خیالات میں ایک انتشار سا پیدا ہو گیا وہ اپنے دل میں کہنے لگا کہ یہ سادھو لوگ میرے ساتھ اسی لئے بُرا برتاؤ کرتے ہیں کہ میرے پاس اب زر و مال اور جاہ جلال نہیں ہے۔ اگر آج ہی یہ حالت ہے تو نہ معلوم آئندہ میری کیا گت بنے گی؟ بہتر یہ ہے کہ میں سادھو بننے کی زندگی کو چھوڑ دوں۔ اور صبح ہونے پر بھگوان مہاویر کو اپنے دل کی بات کہہ دوں۔ جونہی دن چڑھا میگھ مُنی بھگوان کے پاس گیا۔ اور گذشتہ رات کے واقعات سنانے کا خیال ہی کر رہا تھا کہ جب بھگوان مہاویر اس سے یوں مخاطب ہوئے۔

"اے عزیز میگھ کمار! اے دیوتاؤں کے پیارے! گذشتہ رات کی معمولی گڑبڑ سے تم اس قدر دُکھی ہو گئے ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے سابقہ جنم کے حالات فراموش کر چکے ہو۔ کیا تمہیں علم نہیں کہ دیا اور کشما جیسے نیک اوصاف کا اثر تھوڑے وقت کے لئے بھی ٹھیک طور پر حاصل کیا ہوا انسان کو اعلےٰ سے اعلےٰ رتبہ دلا سکتا ہے۔ اگر تم اس طرح کا ہی رویہ رکھو جیسا کہ تم نے پچھلے جنم میں رکھا تھا۔ تو تم دُنیا والوں کو بھی ویراگ کی طرف لے جانے کی اہلیت پیدا کر لوگے۔ بجائے اس کے کہ تم خود اس سے کنارہ کشی کرتے ہو۔"

اس پر میگھ مُنی نے ہاتھ جوڑ کر بھگوان مہاویر سے عرض کی کہ آپ میرے سابقہ جنم کے حالات سنا کر میری دلی بے چینی کو دُور کیجئے۔

بھگوان مہاویر نے میگھ مُنی کی سچی خواہش کو محسوس کر کے یوں فرمایا۔ "اے میگھ کمار! تم پچھلے جنم میں ایک ہاتھی تھے اور تم کو سُمیر پربھ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اُس وقت تم کوہ بندھیاچل کے جنگل میں ایک جھیل کے

کنارے پر رہتے تھے، تمہاری طاقت اور ہمدردی کے باعث ہاتھیوں کے ایک جھُنڈ نے تمہیں اپنا سردار مقرر کیا تھا۔ ایک دفعہ موسم گرما کے وسط میں ایسا اتفاق ہُوا کہ بانسوں کی باہمی رگڑ سے جنگل کو آگ لگ گئی۔ آنیوالے خطرے کو محسوس کر کے تم اپنی ٹولی کے ساتھیوں کے پاس گئے اور ان کے ساتھ مل کر جھیل کے کنارے سے بہت سی جھاڑیاں اکھاڑ لیں۔ تقریباً چار کوس کا رقبہ صاف کر کے تم نے وہاں پانی چھڑکوا دیا۔ اور اس آگ سے بچنے کے لئے تم نے اپنی ٹولی کے ساتھ وہاں جا کر پناہ لی۔ تم نے کبھی دوسرے جانور کو وہاں آنے سے نہ روکا جو بھی آگ سے ڈر کر بھاگتا تھا وہاں آکر پناہ لیتا تھا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ایسا اتفاق ہُوا کہ تم نے اپنا ایک پاؤں خارش کرنے کے لئے اُٹھایا۔ اس اثنا میں ایک چھوٹا سا خرگوش آگ کے خوفناک شعلوں سے بچنے کے لئے وہاں آپہنچا اور تمہارے اس پاؤں کے نیچے بیٹھ گیا۔ جو کہ تم نے اٹھایا ہوا تھا۔ یہ خیال کر کے کہ اگر تم نے زمین پر پاؤں رکھ دیا تو وہ ننھی سی جان کچلی جائیگی۔ تم نے اپنا پاؤں اسی حالت میں تین دن تک اُوپر اٹھائے رکھا۔ تیسرے دن جب آگ بجھ گئی اور سارے جنگلی جانور جنہوں نے وہاں آکر پناہ لی تھی چلے گئے تو تم جھیل پر پانی پینے کے لئے جانا چاہتے تھے۔ لیکن چونکہ تین دن تک تم نے کچھ کھایا پیا نہیں تھا۔ اور اس عرصہ میں تین ٹانگوں پر کھڑے رہے تھے تم بہت کمزور ہو گئے تھے۔ اس لئے تم نے جونہی چوتھا پاؤں زمین پر رکھا۔ تم گر پڑے اور جان بحق ہو گئے۔ اس لئے اے میگھ مُنی نہیں جاننا چاہیئے کہ ہر ایک جیو کی اگلی زندگی اس کی سابقہ زندگی کے قول وفعل کے مطابق ہوتی ہے۔ پچھلے جنم میں صرف تین دن کے لئے جو بُردباری تم نے دکھائی اور بھلائی کے خیالات دل میں رکھے۔ اور دوسرے جانوروں سے نیک سلوک کیا۔ اس کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ تم اس جنم میں راجہ کے گھر پیدا ہوئے ہو۔ تم کو سمیکت۔ دھ کا گوہر اسی لئے حاصل ہُوا ہے کہ تم نے دوسرے جانوروں کی

جان بچائی۔ پچھلے جنم میں تم ہاتھیوں کے ایک جھنڈ کے سردار تھے ۔ اور اس جنم میں شہزادے ہو۔ اب خیال کرو کہ جب صرف تین دن کی نیک اعمالی سے تمہاری زندگی میں اتنا اُبھار آیا ہے ۔ تو اگر تم اس نیک خیالی اور نیک اعمالی کو اپنی اس بقیہ زندگی میں اختیار کرو تو تم کتنی ترقی کر سکتے ہو۔ اے سادھو جیون میں نو وارد میگھ منی ! اب تم کو اس سادھوانہ زندگی کی اہمیت اچھی طرح سے معلوم ہوگئی ہوگی۔ دنیا کے تمام دکھوں اور سب قسم کے مصائب سے رہائی دلانے کے لئے سادھو پنے کی زندگی ہی بہترین طریقہ ہے۔ اس لئے اب تم جیسا چاہے کرو۔ لیکن یاد رکھو کہ دکھوں سے ڈرنا بزدلوں کا کام ہے۔ تمہارے جیسے شہزادوں کے لئے آنے والی تکلیفات سے خوفزدہ ہونا ایک شرم کی بات ہے۔ جتنی زیادہ اہمیت والی کوئی شے ہوتی ہے ۔ اتنی ہی زیادہ اس کی قیمت ہوتی ہے۔ اس لئے اگر تم جنم مرن کے چکر سے رہائی پانا چاہتے ہو تو اس کی بھی تمہیں پوری قیمت ادا کرنی ہوگی۔ تمہیں ان تمام دکھوں کو برداشت کرنا ہوگا ۔ جو کہ تمہارے راستے میں آئیں۔ اور ایک سچے بہادر سپاہی کی طرح ان کے ساتھ جنگ کرنا ہوگا۔“

بھگوان کی اس دل کو اُبھارنے والی شکشا سے میگھ منی کو جاتی سمرن گیان حاصل ہوگیا ۔ یعنی اُسے اپنے پچھلے جنم کے حالات یاد آگئے۔ اس کے بعد اس کی بے چینی اور بے قراری دُور ہوگئی ۔ اور اس دن سے اس نے دل و جان سے کٹھن تپسیا کی زندگی بسر کرنی شروع کی۔

بھگوان مہاویر کی یاتری اور داماد کا دیکشا لینا

اس طرح سے بھگوان مہاویر اپنے قدموں کی خاک سے کئی مقامات کو پاکیزہ بناتے ہوئے کنڈ گرام میں جا پہنچے ۔ یہاں کے لوگوں نے ان کا بڑا پرجوش

استقبال کیا۔ حسبِ دستور آداب ادا کرنے کے بعد لوگ بھگوان کے اردگرد اُن کی امرت بانی سُننے کے لئے بیٹھ گئے۔ تب بھگوان نے اس سموسرن میں سچائی کا پیغام لوگوں کو سنانا شروع کیا۔ ایک دن آپ کی پیاری پُتری پریہ درشنا اپنے پتی جمالی کے ساتھ وہاں آئی۔ تاکہ بھگوان کے درشن کرے۔ اور ان کے چرنوں میں نمسکار کرے۔ بھگوان نے ان کو بھی اُپدیش سنائے جن کا ان کے دل پر بڑا مفید اثر پڑا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے بھی اس دنیا کو خیر باد کہہ کر دیکشا لینے کی خواہش ظاہر کی انہوں نے اپنے گھر کے بزرگوں کی اجازت حاصل کر کے اپنے آپ کو دیکشت ہونے کے لئے بھگوان کے حوالے کر دیا۔ بھگوان مہاویر نے ان کو دیکشا کا اہل دیکھ کر ان دونوں کو بیک وقت دیکشت کیا۔ جمالی اور پریہ درشنا کے ساتھ ساتھ دوسرے بھی بہت سے نر ناریوں نے دیکشا پراپت کی۔ اب جمالی منی نے دھرم شاستروں کا سوادھیائے شروع کیا اور ایک ایک کر کے گیارہ انگ ختم کر دیئے جب بھگوان مہاویر نے دیکھا کہ اس نے دھرم شاستروں میں اچھی مہارت حاصل کر لی ہے۔ اور بنی نوع انسان کی خدمت اور بھلائی کرنے کے لئے بھی اس کے دل میں کافی رغبت ہے۔ تو بھگوان نے اس کو اُن سادھوؤں کا آچاریہ بنا دیا۔ جنہوں نے اُس کے ساتھ دیکشا لی تھی۔

دُنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ترقی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک تو اوپر اُٹھنے کی اور ایک نیچے جانے کی۔ انسان اپنی کوشش سے اپنی آتما کو سدھار کر پرم آتما بن سکتا ہے اور اپنی بداعمالی سے معکوس ترقی کرتا ہوا پھر چاہ ذلالت میں گر کر اپنی تباہی کر سکتا ہے۔ اوپر تو آدمی تب ہی اُٹھ سکتا ہے کہ اگر وہ ست سنگ کرے اور نیک اعمال بنے اور گراوٹ آتی ہے۔ اگر انسان بدصحبت اختیار کرے۔ اور بدکرداریوں میں پڑ جائے۔ جمالی منی نے آچاریہ کی پدوی پالینے کے لیے۔ اپنی روحانی ترقی حاصل کرنے کے لئے تپسیا کا جیون

گذارنا شروع کیا۔ پریہ درشن نے بھی چندن بالا کا آدرش اپنے سامنے رکھتے ہوئے کئی قسم کے تپ کیئے۔

آچاریہ جمالی کا بھول میں پڑنا

کافی عرصہ گزر جانے کے بعد آچاریہ جمالی نے خیال کیا۔ کہ اب وہ خود بخود اکیلا وہار کرے۔ یہ خیال کر کے وہ اپنے چیلوں کو ساتھ لے کر ایک دن بھگوان مہاویر کے پاس پہنچا۔ اور بندنا کرنے کے بعد اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ بھگوان مہاویر نے کوئی جواب نہ دیا۔ کیونکہ وہ اپنی آتمک شکتی سے جانتے تھے۔ کہ اس طرح سے بھرمن کرنے کے نتائج اچھے نہ ہونگے۔ لیکن بمصداق الخاموشی نیم رضا بھگوان مہاویر کے خاموش رہنے سے آچاریہ جمالی نے یہ نتیجہ نکالا کہ بھگوان مہاویر نے اس کو خود مختاری سے گھومنے کی اجازت دے دی ہے۔ اس واسطے انہوں نے اپنے چیلوں کو ہمراہ لے کر دہار شروع کیا اور شراوستی کے شہر میں پہنچے۔ جہاں کے لوگوں نے انکا بڑا پُر زور استقبال کیا۔ وہاں ان سادھوؤں نے ایک کوشٹک نامی باغ میں قیام کیا۔ اور لوگوں نے کھانے پینے کی سب چیزیں مہیا کر دیں۔ مگر کھانے پینے کا اچھا انتظام نہ ہونے کے باعث آچاریہ جمالی بیمار پڑ گیا۔ لگاتار بخار آنے سے وہ اتنا کمزور ہو گیا کہ اس کے لئے اٹھنا بھی دوبھر تھا۔ اس لئے انہوں نے اپنے چیلوں کو سنستارک[1] تیار کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ چیلوں نے ایک آسام وہ بستر تیار کرنا شروع کیا۔ لیکن سادھو جمالی کو بخار کی وجہ سے اتنی بے چینی تھی۔ کہ وہ بار بار ان سے پوچھتا تھا کہ آسن تیار ہو گیا ہے یا کہ نہیں۔ چیلوں نے کہہ دیا۔ ہاں لیکن جب جمالی وہاں گیا۔ تو دیکھا کہ آسن ابھی بن رہا ہے۔ یہ دیکھ کر اسے بڑا غصہ آیا اور وہ نیچے زمین پر بیٹھ گیا۔ اور چونکہ اس کا جھوٹا ابھیمان بڑھ گیا تھا۔ اس لئے وہ سادھوؤں سے یوں گویا ہوا۔ "اے سادھوؤ!

[1] سونے کے بستر بچھانا

سُنو۔ تم اب بھی غلطی پر ہو۔ یاد رکھو کہ جو چیز ابھی بن رہی ہو اسکی نسبت یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ بن چکی ہے۔ آسن ابھی تیار ہو رہا ہے لیکن تم نے کہہ دیا کہ تیار ہو چکا ہے، تم نے میرے سامنے جھوٹ بولا تمہیں ایسا نہ کرنا چاہیئے تھا۔ میں بھگوان ارہنت کے الفاظ کا کبھی یقین نہیں کرتا۔ کیونکہ جب کوئی چیز پیدا ہو رہی ہو تو وہ کبھی یہی کہہ دیتے ہیں کہ وہ پیدا ہو چکی ہے۔ اور اگر کوئی کام ہو رہا ہو تو وہ کبھی یہی کہہ دیتے ہیں کہ وہ ہو چکا ہے۔ اور اگر کوئی سادھن کیا جا رہا ہو۔ تو کہہ دیتے ہیں کہ وہ ہو چکا ہے جو فعل زمانہ حال یا زمانہ مستقبل سے تعلق رکھتا ہے، اس کو زمانہ ماضی سے نہیں جوڑ سکتے۔ لیکن اگر اس کے برعکس مان بھی لیا جائے، تو یہ بات ٹھیک نہیں جچتی بلکہ دلائل اور مشاہدے سے یہ بات اچھی طرح سے ثابت کی جا سکتی ہے کہ اسی کام کو ہم ہو چکا کہہ سکتے ہیں، کہ جو زمانہ ماضی میں خاتمہ پا چکا ہے۔ جو بات اس وقت میں نے تم سے کہی ہے وہ بالکل راست ہے اور تمہیں اسے تسلیم کرنا پڑے گا۔ بڑے لوگ بھی بعض اوقات راہِ راست سے بھٹک جاتے ہیں اور غلطیاں کرتے ہیں۔ اس لیئے یہ کہنا درست نہیں کہ ارہنت بھگوان جو کہ سروگیہ کہے جاتے ہیں جھوٹ نہیں بولتے۔ وہ بھی آخرکار انسان ہیں اور غلطی کرنا انسان کی فطرت میں داخل ہے۔

جب سادھوؤں نے آچاریہ جمالی کے یہ الفاظ سنے تو ان کے من سے گورو اور چیلے کا بھاؤ مٹنے لگا۔ انہوں نے اپنے آچاریہ کی اس الٹی رائے کی تردید کرنی مناسب سمجھی اس واسطے انہوں نے کہا۔ اے آچاریہ جی! جو کچھ آپ نے فرمایا۔ یہ شاستروں کے فرمان کے منافی ہے۔ یہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ من کا جھکاؤ ہمیشہ آرام طلبی کی طرف ہوتا ہے، اپنی خواہش کو پورا کرنے کیلیئے من اندھا ہو جاتا ہے۔ اور وہ جائز ناجائز دھرم ادھرم یا پاپ اور پن کی تمیز نہیں کرتا۔ یہ ٹھیک ہے کہ ارہنت بھگوان تی بات [illegible]